رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱

ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم

الحکم

عام قیمت پانچ روپے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۱ قادیان دار الامان - مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۸ء نمبر ۲۹

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے خاندان میں خدا کے فضل سے ہر طرح خیریت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح آپ ایک نہایت ضروری تصنیف میں مصروف ہیں جو امید کیجاتی ہے کہ اردو اور انگریزی دونوں میں طبع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کرے اور جس غرض کیلئے آپنے اس محنت شاقہ کو اختیار فرمایا ہے وہ پوری ہو۔ آمین +

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے صاحبزادہ کا نام مرزا وحید احمد رکھا گیا خدا تعالیٰ اسے سلسلہ کی خدمت کے لئے عدیم المثل اور وحید العصر ثابت کرے آمین۔

۳۔ اس ہفتہ بارش نہیں ہوئی مگر آج بعد جمعہ ۶ ستمبر کو کسیقدر شروع ہوگیا۔

۴۔ صدر احمدیہ لائبریری کے افسر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایک اعلان بغرض اشاعت بھیجتے ہیں جو آئندہ درج ہوگا۔

۵۔ جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام متواتر محنت و خدمت سلسلہ کیوجہ سے آرام کرنے کے لئے ۶ ماہ کی رخصت پر دست پر شملہ تشریف لے گئے ہیں ان کی جگہ ہیڈ ماسٹر چودھری غلام محمد صاحب بی۔ اے مقرر ہوئے ہیں اور افسر صیغہ تعلیم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

علی وجہ البصیرۃ ایمان پیدا کرو

۶ ستمبر ۱۹۱۸ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت کو جس امر اہم کی طرف متوجہ فرمایا وہ

علی وجہ البصیرۃ ایمان ہے

حقیقت میں کوئی ایمان نافع اور عملی قوت پیدا کرنے والا نہیں ہوسکتا جو علی وجہ البصیرۃ نہ ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر شایع ہوا۔

مدرسہ احمدیہ کیلئے بیس وظائف مطلوب ہیں

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں مدرسہ احمدیہ کیلئے بیس وظایف کی ضرورت ظاہر کیگئی ہے۔ مدرسہ احمدیہ کی ضرورت اور اسکی ضروریات پر بحث کرنا تحصیل حاصل ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے احیاء اسلام کیلئے قائم کیا ہے اور احیاء اسلام کیلئے ایسے علما کی ضرورت ہے جو انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق ہوں جن میں وہ نور فراست ہو جو اتقوا فراسۃ المومن ... میں بتائی گئی ہے ایسے عالم محض درسی کتب ... رٹوا دینے سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ اسکے تعلیم سے زیادہ تربیت اور عمل کی ضرورت ہے۔ اور انسان بالطبع اپنی عملی زندگی میں نمونہ کا محتاج ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں کوشش کی جاتی ہے کہ اس اصول تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ مدرسہ کا انتظام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اور حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب اور حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب جیسے بزرگ جو صرف اپنے علم و فضل کے باعث واجب الاحترام ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کا بیشتر حصہ آپ کی صحبت میں گذارا۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ اس زمانہ مادیت میں جبکہ دین پر دنیا مقدم ہو رہی ہے۔ ایسے طالب علموں کا ملنا بھی بہت مشکل ہو رہا ہے جو دنیوی تعلیم اور اسکے شاندار نتائج کی چمک دمک کو چھوڑ کر دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ کہ دین غریبوں سے نکلا ہے اور آخری زمانے میں پھر غریبوں ہی کی طرف عود کریگا۔

دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے عام طور پر ایسے رڑکے آتے ہیں جن کے تمام مصارف کا انتظام انجمن کو کرنا پڑتا ہے۔ اور اکثر کی درخواستیں بوجہ عدم گنجایش رد کرنی پڑتی ہے اس لیے کم از کم ۲۰ وظایف کے لیئے احباب کی خدمت میں گذارش کی گئی ہے افسوس ہے ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں۔ چودھری غلام حسین صاحب کے وظیفہ کے سوا سلسلہ کے فدائی جناب منشی ہاشم علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہ اس کار خیر میں شریک ہونگے اور ماہانہ ایک روپیہ دیں گے

میں نے لکھا تھا کہ اگر ایک شخص دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ نہیں دے سکتا تو پانچ پانچ یا دس دس ملکر اسے پورا کر لیں یہ سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ میں مستقل حصہ لینے کا یہ ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ آخیر ستمبر تک کم از کم پانچ وظیفوں کا انتظام ہو جانا چاہیئے۔ اس لیئے میں پھر احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ کیا پانچ وظیفوں کے لئے پچاس آدمی بھی ایسے نہیں جو ایک ایک روپیہ ماہوار دیکر اس تعداد کو پورا کر دیں۔ اس کا جواب اس قوم سے طلب کیا جاتا ہے جس کا نصب العین دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔

پر یہ کوئی بڑا مطالبہ نہیں ہے۔ سردست پانچ وظیفے ہو جائیں تو پھر باقی کے لئے تحریک جاری رہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کم از کم بیس وظیفے دس روپیہ ماہوار کے آنے چاہئیں۔ حیدرآباد دکن کے مخلصین اور جماعت کے سربر آوردہ بزرگ اس طرف توجہ کریں۔ اور سب سے آخری بات تو یہی ہے کہ کم از کم ایک روپیہ ماہوار دینے والے دو سو بزرگ کھڑے ہو جائیں تو یہ رقم پوری ہو جاوے آئندہ الحکم میں اس کے متعلق صرف اس قدر لکھا جایا کریگا کہ جس قدر احباب اس مقصد میں شریک ہونے کی اطلاع دیں گے ان کے نام درج کرتے رہیں گے۔ ہاں یہ بھی میں ظاہر کر دیتا ہوں کہ وظایف کے متعلق کم از کم تین ماہ کی رقم محاسب صدر انجمن احمدیہ کے پاس بھیجدینی چاہیئے یعنے جو احباب جس قدر رقم اس مد میں دیں۔ اس حساب سے تین ماہ کا چندہ پیشگی بھیجدیں۔ اور اسپر وظایف مدرسہ احمدیہ لکھدیں۔

اطلاع

جن احباب کے ذمہ الحکم کا بقایا ہے۔ خواہ پرانا یا اس سال کی قیمت انکے نام وی پی جا رہے ہیں۔ امید ہے احباب وصول فرما کر اس قدیم خادم سلسلہ کو ممنون فرمائینگے۔ (یعقوب علی)

دھولپور آریہ سماج کا جھگڑا!

آج کل آریہ سماج کے اخباروں میں عموماً اور آریہ پتر آگرہ میں خصوصاً دھولپور کے آریہ سماج مندر کے متعلق طرح طرح کے مبالغہ آمیز و بے اصل خبریں چھپ رہی ہیں جن کا منشا صرف ریاست اور اہلکاران ریاست کو بدنام کرکے اور ایک قسم کی دھمکی دیکر اپنا مطلب حاصل کرنا ہے ہم مفصل حالات از ابتدا تا انتہا اس قصہ کے درج کرتے ہیں تاکہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ دراصل کوئی وجہ ریاست کی بدنامی کی نہیں ریاست دھولپور میں چھ سات سال پیشتر آریہ سماج کا کوئی نہ تھا چھ سات برس ہوئے ایک چھوٹا سا خام مکان جو بالکل بے مرمت اور ٹوٹا ہوا تھا اور ایک طوائف کے مکان سے ملحق تھا بلا حصول اجازت دربار آریہ سماجیوں نے ایک غرض مند شخص سے حاصل کر لیا اور خفیہ طور پر اسمیں اپنی کیٹیاں کرتے رہے ریاست دھولپور میں یہ عام حکم ہے کہ کوئی مقام پرستش خواہ وہ ہندوؤں کا مندر ہو عیسائیوں کا گرجا ہو یا مسلمانوں کی مسجد ہو بلا اجازت دربار قائم نہیں ہو سکتا اس مکان میں آریہ سماجیوں کا مندر قائم کرنے کی کوئی اجازت حاصل نہیں کی گئی سال گذشتہ میں سرکار حضور مہارانا صاحب بہادر دام اقبالہ کو شہر کی درستی و ترتیب کا خیال پیدا ہوا بہت سی جدید سڑکیں نکالی گئیں اور خوشنما عمارتیں جیسا کہ ٹاؤن ہال گھنٹہ گھر وغیرہ تعمیر ہوئیں اُسی اسکیم میں ایک جدید بازار جسکا نام اودے بھان گنج رکھا گیا اسٹیشن کی سڑک سے محل تک بنوانا تجویز ہوا اس بازار میں جن جن لوگوں کے مکانات آگئے آئے اُنکو معاوضہ دیکر زمین حاصل کرینگے۔ انہیں مکانوں میں یہ جھونپڑہ بھی تھا جسکو اب حضرات آریہ سماج عالیشان مندر بتا رہے ہیں اُسوقت تک کسیکو اس کا علم بھی نہ تھا کہ یہ مکان بطور مندر کے آریہ سماج کے استعمال میں ہے اور نہ آریہ سماجیوں کے مذہب کے رو سے کوئی خاص مکان اُنکی عبادت کیلئے مخصوص ہو سکتا ہے۔ بہرحال وہ مکان لے لیا گیا اور مناسب معاوضہ تجویز کر دیا گیا۔ آریہ صاحبان کو یہ موقعہ غل و شور کا ملگیا اور تمام آریہ اخباروں میں سال گذشتہ میں بڑا بھاری غُل غپاڑہ مچایا گیا آخر کور ڈ. راجہ پنج سنگھ صاحب کی سرگردہی میں ایک ڈیپوٹیشن سرکار حضور معلی دام اقبالہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ سرکار حضور نے بکمال مراحم خسروانہ ڈیپوٹیشن کی مہمانداری فرمائی اور اُنکو یقین دلایا کہ ہر مذہب و ملت کے آدمی جو ریاست دھولپور میں آباد ہیں اپنے اپنے مذہب کی ادائگی میں پوری ازادی رکھتے ہیں اس مکان کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ جو حصہ دوکانات میں آگیا ہے وہ کسی طرح واپس نہیں ہو سکتا لیکن اہلکاران ریاست اسکی کوشش کرینگے کہ زمین ملحقہ مالکان سے حاصل کرکے آریہ سماج کو دلوا دیں تاکہ دوسرا مکان تعمیر ہو جائے ڈپوٹیشن کے جانیکے بعد خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب ای. ایس. او. نے پنڈت جگموہن ناتھ صاحب سکرٹری میونسپل بورڈ کو ہدایت کی کہ اراضی متنازعہ کے قریب کا مکان باداے معاوضہ حاصل کرکے آریہ سماج کو دلا دیا جاوے۔ وہ مکان ایک طوائف کا تھا جو پشتہا پشت سے وہاں آباد تھی اُسنے سخت واویلا مچائی اور موروثی مکان سکونت کو چھوڑنا گوارہ نہیں کیا مجبوراً سکرٹری صاحب میونسپل بورڈ نے رپورٹ کی کہ یہ مکان آریہ سماجیوں کیلئے ملنا ممکن نہیں اُسپر دربار سے یہ ارشاد ہوا کہ کوئی دوسری جگہ تجویز کر دیجاوے چنانچہ سکرٹری صاحب موصوف نے ایک جگہ عقب لیڈی ہارڈنگ ڈسپنسری تجویز کی جسکی اطلاع سکرٹری صاحب آریہ سماج کو دیدی گئی اس درمیان میں بازار اودے بھان گنج میں دوکان تیار ہو گئی اور ویش بکرجی سوداگر موٹر کار کو کرایہ پر منجانب اسٹیٹ بنک دھولپور دیدیگئی مسٹر بکرجی کے کسی ملازم نے ایک ٹٹی پوس کے صحن دوکان میں بنالی آریہ سماجیوں کو غُل غپاڑہ کا جدید موقعہ ملگیا اور تمام اخبارات میں اس مضمون کا تار دیا گیا کہ منجانب دربار ہون کنڈ پر پاخانہ تعمیر کیا گیا منجانب مختلف سبھاؤں کے سرکار حضور معلی دام اقبالہ کی خدمت میں بھی تار پہنچے سرکار حضور آجکل بمقام کنڈہ گھاٹ متصل شملہ رونق افروز ہیں فوراً خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب ای. ایس. او. کو تجویز فرمایا کہ دیکھو کیا حال ہے اوسیدن مسٹر گوری شنکر صاحب [illegible]

خط قاضی صاحب کے نام آیا جسمیں تعمیر پاخانہ کی شکایت تحریر تھی۔ قاضی صاحب نے فوراً پنڈت کاشی ناتھ صاحب اسپیشل مجسٹریٹ و سیکرٹری اسسٹنٹ بنک کو موقعہ پر بھیجدیا اور جب ہی یہ معلوم ہوا کہ ایک ٹٹی کھڑی ہے فوراً حکم دیا کہ ٹٹی اُٹھادی جاوے۔ واضح رہے کہ ٹٹی بطور پاخانہ استعمال بھی نہیں لگیگئی تھی کیونکہ مسٹر مکرجی کا قیام دھولپور میں نہیں رہتا بلکہ گوالیار میں رہتا ہے۔ اتنے قصہ کو اسقدر طوالت دیگئی کہ تمام حصہ ہائے ملک سے کمیٹیاں کے خاموش مقابلہ کرنے کے ریزولیوشن پاس کئے گئے اور ایک وز پنڈت تحمل داس صاحب اور پنڈت تارا دت صاحب معہ دیگر صاحبان کے دھولپور پہنچے اور بلا کسی استحقاق و اجازت کے اراضی سابق جسپر اب دوکان تعمیر ہو چکی ہے انہیں قبضہ میں لے لے اور ہون کرنا شروع کردیا اور جو مزدور احاطہ دوکان کی دیوار بنا رہے تھے اُنکو بالجبر ہٹا دیا اور ایک جدید ہون کنڈ صحن مکان میں سرکاری اینٹ و پتھر و مصالحہ جو موجود تھا اس سے تعمیر کر لیا۔ اور سب سے زیادہ مزے کی بات یہ کہ ٹٹی کی جگہ پر چند پتھر رکھکر قدمچہ بنائی جنکی بعد کو تصویر بھی لے لی۔ اتفاق سے جب یہ سب کارروائی ہوئی قاضی صاحب دھولپور میں موجود نہ تھے بلکہ کنڈہ گھاٹ تھے اس خبر کے پہنچتے ہی قاضی صاحب دھولپور واپس تشریف لائے اور فوراً مداخلت بیجا کرنیوالوں کو مکان سے نکلوا دیا اور فوجی پہرہ حفاظت کے واسطے بتلا دیا کوتوال کو موقعہ پر بھیجا گیا اور منشی کندیال صاحب مجسٹریٹ ضلع بھی موقعہ پر گئے اور آریہ سماجیوں کو سمجھایا کہ بلا اجازت آپ لوگوں کو ایسی مداخلت نہیں کرنی چاہیئے مگر کوئی فہمائش کارگر نہیں ہوئی اور اپنی ضد پر قائم رہے۔ پنڈت تحمل اور دیگر آریہ صاحبان نے خود کوتوال شہر سے یہ خواہش کی کہ ہمکو اس زمین سے گھسیٹ کر نکلوا دیجیئے ہم لوگ یہاں سے نہیں ہٹینگے چنانچہ محض اُنکے اصرار پر کوتوال نے دو تین قدم اُنکو کھینچا اُسکے بعد سب لوگ اُٹھکر چلے گئے مختلف مقامات سے آریہ سماج کے لوگ دھولپور آئے اُنمیں سوامی سارودھانند صاحب عرف مہاتما منشی رام جی تشریف لائے اور سب حالات دیکھنے کے بعد سر کار مہاراجہ عالی دام اقبالہ کی خدمت میں حاضری کی خواست کی تو مہاراجہ صاحب بہادر نے کنڈہ گھاٹ پر حاضری کی اجازت دی۔ قاضی صاحب بھی کنڈہ گھاٹ تشریف لیگئے حضور مہارانا صاحب بہادر نے کل حال سُنکر بکمال مراحم خسروانہ ایک دوسری جگہ آریہ سماج کے مندر کے واسطے عنایت فرمادی اور حسب درخواست سوامی جی تین روز قدیم مقام پر ہون کی اجازت دیدی اور یہ حکم فرمایا کہ آئندہ یہ جگہ جسکو آریہ سماجی ہون کنڈ کہتے ہیں محفوظ رہینگے اور کسی دوسری کام میں استعمال نہ کیجا دیگی لیکن آریہ سماجیوں کو ہون کرنے کی وہاں آئندہ اجازت نہ ہوگی۔ یہ مختصراً در اصلی واقعات ہیں ہم اُنہوں کی طرح سے نہ کسی کی شکایت کرنا چاہتے ہیں اور نہ برائی۔ صرف یہ تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ آریہ مترو دیگر اخبارات میں و نیز مختلف سبھاؤں میں جو غلط بیانیاں کی گئی ہیں اور ریاست و اہلکاران ریاست خاصکر خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب آئی۔ ایس۔ او کے خلاف جو اتہامات تعصب اور ظلم کے لگائے گئے ہیں وہ محض بے بنیاد ہیں ہز ہائینس مہاراج رانا صاحب بہادر دھولپور کی بے تعصبی انصاف پسندی رحم دلی شہرہ آفاق ہے۔ ایسے بے سر و پا بیانات سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ؛ (روما شنکر ایڈیٹر اخبار دھولپور)

مکتوباتِ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ مکتوبات جو آپنے ایک نہایت ہی مخلص سلسلہ احمدیہ کے سرگرم فدائی اور معزز حضرت سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام لکھے۔ ایڈیٹر الحکم نے مرتب کئے ہیں۔ اگر سفر کی مجبوری پیش نہ آجاتا تو اب تک شائع ہو جاتے۔ کاتب نے ختم کر لئے اور زیر طبع ہیں الحکم کے کتابی سائز پر اور عمدہ کاغذ پر طبع ہوئے ہیں صرف ۴۰۰ جلدیں چھاپی گئی ہیں قیمت فی جلد ۸ / ہے احباب جلد درخواستیں بھیجدیں گے۔ یہ مکتوبات نہایت اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف کا مجموعہ ہیں:۔ **دفتر الحکم میں درخواست کرو۔**

کی عملی قوت جو بڑہی ہوئی تہی۔ اس کا باعث یہی تہا کہ ان میں ایمانی قوت زبردست تہی اور وہ قوت دنا ثیر اس وجہ سے پیدا ہوئی تہی کہ وہ اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایک بصیرۃ رکہتے تھے اس کے دلائل ان کے پاس تھے ایمان جب تک یقین کا رنگ پیدا نہیں کر لیتا اور شکوک اور ظنون سے نکل نہیں جاتا اس میں عملی نشوونما نہیں ہوتا اور یہ وہی حالت ہوتی ہے ؛

جہان ایمان بدون عمل کے مردہ ہوتا ہے

احمدی جماعت کو خدا تعالیٰ نے ایک صاحب بصیرۃ جماعت بنانا چاہا ہے تاکہ وہ اسلام کی صداقت ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کی صداقت پر دلائل و براہین کے ساتہہ قائم ہو اور دوسروں کو اس کی طرف بلا سکے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی یہی تھی کہ

وہ قوت یقین پیدا کریں

اور اسلام کو دوسرے ملل و مذاہب پر دلایل و براہین کے ذریعہ اور خدا تعالیٰ کی تائیدی نشانات کے ذریعہ غالب کر کے دکھائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو علم کلام دیا گیا اس سے پہلی بات جو دنیا کے سامنے پیش کی۔ وہ یہی تھی۔

کہ قرآن مجید اپنے دعاوی کیساتہہ دلایل رکہتا ہے

اور ہر ایک اہل مذہب کو چاہیئے کہ جو دعوے کرے اپنی کتاب سے کرے اور اس کی دلیل بھی اسی میں سے پیش کرے یہ امر میں نے آپ کی سیرۃ میں دکہایا ہے کہ جب آپنے کسی غیر مذہب سے مباحثہ کیا ہے وہاں عقلی دلایل و شواہد کو پیش کرتے ہوئے اس اصل کو ضرور پیش کیا ہے۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت اسلام کا اظہار دوسرے ادیان پر اور قوت یقین کو ترقی دینا ہے اور اس لئے ضروری بات ہے کہ ہم دلایل و براہین کے ہتہیاروں سے مسلح ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبات کا جو سلسلہ شروع کیا بغور سے دیکہیں تو ان میں ایک خاص ترتیب اور تعلق پایا جاتا ہے۔ پہلے جماعت کو اتحاد فی العمل کی طرف توجہ دلائی۔ پھر یہ بتایا کوئی کام کامیابی کے درجہ کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک اس میں دوام و استقلال نہ ہو یہ تعلیم دینے کے بعد آپنے جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اس مقصد کو بہی ہم نہیں پا سکتے جب تک ہمارے اندر قوت یقین اور بصیرۃ نہ ہو ایک امر کی صداقت کی اشاعت کے لئے ہمارے اندر کبہی جوش پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اور جب جوش ہی نہو تو اتحاد فی العمل اور دوام علی العمل کے کیا معنے ؟ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر احمدی ان تمام عقاید کو علمی رنگ میں سمجہے جو اسلام دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی آپ کی شان اور تعلیم کے متعلق پوری واقفیت اور دلایل کا علم ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ ہم رسمی طور پر احمدی کہلا دیں اور جب ہم سے آپ کی صداقت کے دلائل پوچہے جائیں تو ہم منہ دیکہتے رہ جائیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ان باتوں کا علم حاصل کریں اس کے لئے ہم کو کسی خاص محنت کی ضرورت نہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت اور تصریح کے ساتہہ اور نہایت عام فہم الفاظ میں تمام دلائل ہر عقیدہ کے متعلق بیان کر دیئے ہیں۔ ہاں ضرورت اس قدر ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو پڑہیں اور یاد رکہیں ؛

غرض ۶ر ستمبر ۱۹۱۸ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے جماعت کو اس امر عظیم کی طرف متوجہ کیا ہے اور میں نے اپنے الفاظ میں اس مقصد کو جلد سے جلد پہونچانے کی کوشش کی ہے امید ہے احباب توجہ فرمائیں گے ؛

اولوالعزم جماعت میں کس روح کو پیدا کرنا چاہتا ہے

استقامۃ فی العمل

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں حضرت اولوالعزم کے اس خطبہ کی بنا پر جو آپ نے ڈلہوزی سے آکر پڑھا یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ جماعت کو کامیابی اور حصول مقصد کے لئے

اتحاد فی العمل

کی ضرورت ہے جب تک کل قوتیں اور طاقتیں ایک مرکز پر جمع ہو کر کام نہیں کرتی ہیں اُس وقت تک کامیابی کے منزل مقصود پر ہم نہیں پہنچ سکتے میں دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ آجکل عملی حالت کی طرف بہت ہے آپ نے اس ہفتہ ۲۸ اگست ۱۹۱۸ء کو الوصیت کے ارشاد

میرے بعد مل کر کام کرو

پر بھی ایک تقریر فرمائی جس کا خلاصہ کسی دوسری جگہ میں نے دیا ہے اور ۳۰ اگست ۱۹۱۸ء کے جمعہ میں **استقامۃ فی العمل** پر آپ نے ایک سرمن دیا +

وہ خطبہ تو انشاء اللہ کسی نہ کسی رنگ میں شایع ہو جائیگا میں کہوں یا ہمعصر الفضل لیکن اس کی اشاعت کا انتظار کئے بغیر میں اس مقصد کی طرف احباب کو توجہ دلاتا ہوں جو آپ کے خطبہ کا موضوع تھا یعنے

استقامۃ فی العمل

حقیقت میں **اتحاد فی العمل** کے بعد دوسرا مرحلہ استقامۃ فی العمل ہی کا ہے ہو سکتا ہے کہ ایک کام کے لئے سب کے سب مل کر کوشش کریں اور اپنے خیالات اور رائوں کو قربان کر کے متحد ہو جائیں لیکن اگر اسی کام میں **استقامۃ** و استقلال نہیں تو

منزل مقصود دور ہے

کامیابی کے لئے یہ لازمی چیز ہے کہ ایک مقصد اور نصب العین ہو پھر اس کے حصول کے لئے **اتحاد فی العمل** ہو اور جب تک وہ مقصد حاصل نہ ہو جاوے عملی کارروائی کو ترک نہ کیا جاوے +

استقامۃ کی ضرورت اس کے خوشگوار نتایج پر قرآن مجید احادیث صحیحہ سے بہت کچھ بیان کیا جا سکتا ہے اور ان سب امور کو حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خطبہ میں بیان فرمایا ہے مجھے یہاں صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ

استقامت کامیابی کی کلید ہے

ہم لوگ جو ایک جماعت اور ایک قوم بلکہ ایک مذہب کہلاتے ہیں اپنے اغراض و مقاصد کے لئے کچھ نہ کچھ ظاہری **نظام** وحدۃ رکھتے ہیں اور **غرض وحدت کیلئے متحد فی العمل** بھی ہیں لیکن اگر ہم ان کاموں کو مستقل طور پر جاری نہیں رکھتے تو ہماری کامیابی مخدوش اور مشکوک ہو جائیگی +

اس وقت ہماری حالت یہ ہو رہی ہے کہ جب کسی کام کے لئے کوئی تحریک کی جاتی ہے تو ایک عارضی **جوش** اور زندگی کی **روح** ہم میں کام کرتی دکھائی دیتی ہے لیکن جہاں اس تحریک پر کچھ مدت گذری ہماری حالت اس مریض کی سی ہو جاتی ہے جو محض محرکات کے استعمال سے کچھ حس و حرکت کرتا ہے یہ تحریکات گویا ہمارے لئے محرک ادویہ کا استعمال ہے اگر ہماری حالت اسی قسم کی رہی تو اندیشہ ہے کہ کسی دن ہم بالکل نکمے ہو کر رہ جاویں

ہمیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایک مشین کی طرح کام کرتے جائیں ایک مرتبہ حرکت دیدی اور پھر اسے جب تک روکا نہ جاوے کوئی چیز اسے روک نہ سکے جب تک یہ حالت پیدا نہیں ہوتی ایک خطرہ عظیم ہمارے سامنے ہے سلسلہ کی **تبلیغ و اشاعت** اور دوسری ضروریات کے لئے تحریکیں ہوتی ہیں مگر تھوڑے دنوں کے بعد وہ جوش سرد ہو جاتا ہے اسلئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے کاموں میں جو سلسلہ کی غایت و مقصود کیلئے کئے جاتے ہیں عملی استقلال پیدا کریں کامیابی کے اسباب میں جہانتک انسانی تدابیر اور کوشش کا حصہ ہے اسکے لئے ضرورت ہے کہ اول وہ تقسیم محنت کے اصول پر چلیں پھر انکے لئے اتحاد فی العمل ہو پھر استقامت فی العمل جب تک یہ نہیں کچھ نہیں +

غرض اولوالعزم چاہتا ہے کہ جماعت ان اصولوں کو یاد رکھے اور وہ اپنے عمل سے دکھا دے کہ وہ ایک کامیاب ہونے والی قوم ہے +

سب مل کر کام کرو

اتحاد فی العمل کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایک خطبہ میں توجہ دلا چکے ہیں اس کے بعد ایک ضروری تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت کو مل کر کام کرنے کی ہدایت ایک مختصر تقریر کے ضمن میں کی +

مل کر کام کرنے کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے ایک خاص نکتہ معرفت بیان کیا وہ یہ کہ کسی شخص میں ملکر کام کرنے کی قوت کا اسوقت پتہ ملتا ہے جب کوئی امر اس کی رائے اور خواہش کے خلاف ہو لیکن وہ **اتحاد فی العمل** کے لئے اپنے خیال و خواہش کو قربان کرے۔ اگر یہ قربانی **خیالات** کی سپرٹ اس میں نہ ہو تو اپنی جگہ خواہ وہ کیسا ہی کام کرنے والا ہو۔ مگر یہ کہا جائیگا کہ

اس میں ملکر کام کرنے کی قوت نہیں

حضرت **مسیح** موعود علیہ السلام نے اپنی وصیت میں جماعت کو اپنے بعد ملکر کام کرنے کی ہدایت فرمائی اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس وقت ملکر کام نہیں ہوتا تھا یا اس وقت ضرورت نہیں تھی اس وقت ملکر کام ہوتا تھا اور مل کر کام کرنے کی ضرورت تھی لیکن آپ کے بعد خصوصیت سے اس کی ضرورت تھی اور ہے +

جہاں **اتحاد فی العمل** کی ضرورت ہے جہاں **استقامت فی العمل** کی ضرورت ہے وہاں اس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اپنی رائے یا **خیال پر اصرار نہ کریں** خصوصاً ایسی حالت میں کہ سلسلہ کے لئے اخلاص و محبت سے کام کرنے والے بزرگ ایک فیصلہ کریں۔ انجمنوں کے نظام میں اس سپرٹ کی بہت بڑی ضرورت ہے اور اس کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی **خیالات کی قربانی** کسی صورت میں کوئی معمولی قربانی نہیں ہوتی انسان کی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہو کہ وہ محض اپنی رائے و خیال اور خواہش کیلئے ہر قسم کے نقصان کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے لیکن قومی اور ملی کاموں کا نشو و نما جہاں دوسری قسم کی یعنی مالی یا جسمانی قربانیوں پر موقوف ہے وہاں اس کا بہت بڑا انحصار

خیالات کی قربانی پر بھی ہے +

خیالات کی قربانی کی روح پیدا کرنے کیلئے ہی خدا تعالیٰ نے نظام عالم میں انبیاء و رسل کا سلسلہ مبعوث فرمایا۔ ایک نبی کی بے غرض تبلیغ اور خیر خواہی کا جب انسان کو یقین ہو جاتا ہے تو وہ اپنے ان خیالات اور ارادوں کو جو خواہ وہ سوشل امور سے متعلق ہوں یا تمدن و مذہب سے اسکو ملکر چھوڑ دیتا ہے اور اس تعلیم اور تہذیب کو اختیار کر لیتا ہے جو وہ معلم پیش کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ

اپنے خیالات کی قربانی کی قوت پالیتا ہے

خیالات کی قربانی کے بعد انسان کے اندر ایک ایسی **قوت** اور جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر قسم کی بلا اور تکلیف کو نہایت آسانی اور ذوق سے اختیار کر لیتا ہے +

انبیا علیہم السلام اور آپ کے خدام کی زندگیوں کا مطالعہ کرو انکی **کامیابی** کی تہ میں اس راز کو عموماً پاؤ گے +

پس اسوقت خدا تعالیٰ نے جو ایک کامیاب جماعت کو کھڑا کیا ہے اور اس کے لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ **حزب اللہ** قرار پائے اُسے لازمی طور پر ان قربانیوں کو قبول کرنا پڑیگا۔

ہماری بات ہمیشہ مانی جاوے اور ہم اس طرح پر دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں تو یہ ہماری کسی خوبی کا نتیجہ نہیں اور نہ اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ ہم مل کر کام کر سکتے ہیں +

لیکن اگر کوئی کام ہم مل کر کر رہے ہیں اور کوئی امر ہماری منشا اور رائے کے خلاف پیش آ جاوے اور پھر ہم اسی جوش اور اخلاص سے اگر کام کرتے جاتے ہیں تو کچھ شک نہیں

ہم میں مل کر کام کرنے کی قوت ہے

لیکن اگر ذرا سے خلاف طبع امر کے پیش آجانے پر ہم کام چھوڑ دینے کو طیار ہو جاتے ہیں تو ہم اس وصف سے عاری محض ہیں یا انجمنوں کے

کارکن جو مختلف جماعتوں میں کام کر رہے ہیں اور ہر ایک احمدی اس اصل کو مدنظر رکھے کہ

ہم مل کر کام کرنے پر مامور ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمکو حکم دیا ہے کہ مل کر کام کریں۔ پس ہماری راہ میں کبھی کوئی ایسا امر نہیں آنا چاہیئے جو ہم کو اس سے علیحدہ کر سکے۔ سلسلہ خدا کا ہے اور اس کیلئے مقرر ہے کہ وہ کامیاب ہو افسوس ہوگا اپر جو اس کامیابی میں حصہ دار نہ ہوں ۔

پس اپنے خیالات کی قربانی اور اپنی خواہشوں پر حکومت کرنا سیکھو کہ

یہی کامیابی کا گُر ہے ۔

قربانی کا جذبہ پیدا کرنیکے دن آ رہے ہیں

یہ مہینہ اس عظیم نبی کی سنت اور اسوہ کی یاد دلاتا ہے جو ابوالانبیا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے نام سے موسوم ہے اور جسکی زندگی کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے

ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ٹھہرایا ہے

ابراہیم نے جس عمل سے خدا تعالیٰ کے حضور قرب و اصطفا کا مقام پایا وہ

قربانی تھی

اور قربانی بھی معمولی قربانی نہ تھی بلکہ اپنی تمام آرزوؤں اور امیدوں کو صدق و اخلاص کی قربانگاہ کے سامنے لاکر ذبح کرنے کا تہیہ کر لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو مرحلہ پیش آیا وہ سب جانتے ہیں کہ رویا میں آپ نے دیکھا کہ بیٹے کو خدا کی راہ میں ذبح کرتا ہوں آپ اس رویا کی تعمیل میں بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کے اس اخلاص اور صدق کو قبول کیا پھر خدا کی راہ میں آپ کو اپنی قوم سے قطع تعلق کرنا پڑا آپ نے ذرا بھی تو پروا نہ کی ۔

یہ مہینہ جو ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔ جس میں عید الضحی آتی ہے اور جو اسی قربانی کا دائمی سبق ہے۔ ہمیں ہمارے فرائض کا احساس کرا رہی ہے ۔

کچھ شک نہیں کہ بھیڑوں۔ بکروں۔ اور گایوں۔ اونٹوں کی قربانیاں کی جاتی ہیں اور ہونگی۔ مگر ان سب کی تہہ میں ایک سبق ہے کہ ابراہیمی اسوہ کو مدنظر رکھ کر جب تک خدا تعالےٰ کے لئے اور اس کے دین کے لئے پیاری سے پیاری چیز کو قربانی کرنے کے لئے تم تیار نہیں ہوتے اور خدا کی راہ میں ہر مصیبت اور دکھ اُٹھانے کے واسطے کھڑے نہیں ہو جاتے۔ یہہ قربانیاں کچھ نہیں۔ خدا تعالےٰ گوشت اور خون کا خواہشمند نہیں۔ وہ تمہارے قلوب کو دیکھتا ہے۔ پس اپنے دلوں کو طیار کرو اور ہر ایک ایسی بات کو جو خدا کی رضا کے لئے ضروری ہو اسے قربان کرنے کو آمادہ رہو ۔

قربانی کے اس سلسلہ میں میں عید فنڈ کی طرف اپنے قارئین کرام کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ اس موقعہ پر حسب معمول عید فنڈ میں ایک ایک روپیہ اور یا کم و بیش داخل کریں۔ اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ یہاں بھجوا دیں۔ تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کام آئے۔ یاد رکھو۔ یہہ دن بہت دیر تک نہیں رہیں گے کہ تمہیں سلسلہ کی خدمت کے لئے خفیف قربانیوں کے لئے بھی توجہ دلانی پڑے۔ وہ وقت آتا ہے کہ تم دینے کے لئے پکارو گے۔ اور کوئی لینے والا نہ ہوگا ۔

تمام مقامات کی احمدی جماعتیں مستعدی کے ساتھ عید فنڈ جمع کریں اور قربانی کی کھالیں بھی اکٹھی کریں ۔

خطبہ جمعہ ۲۳ اگست ۱۹۱۸ء

(نوشتہ عزیزی محمود احمدؐ)

حضرت خلیفۃ المسیح کے اس خطبہ کو عزیزی محمود احمد نے قلمبند کیا ہے میں اسے اسکی حوصلہ افزائی اور جماعت کے فائدہ کے لئے درج کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدًا عبدہ و رسولہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ و ان اللہ عندہ اجر عظیم ۰

کامیابی کیلئے کیا ضروری ہے ہر ایک کام کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اس کے متعلق جسقدر امور ہیں انکو اپنے مدنظر رکھے مثلاً کسی کام کے کرنے سے پہلے سوچ لے کہ غرض کیا ہے؟ فائدہ کیا ہے؟ ضرورت کیا ہے؟ اس کام کے کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ کیا اس کام کی ضرورت ہے؟ اور اس کام کے کرنے کے لئے ذرائع کیا ہیں جنسے کامیابی ہوگی۔ اور کیا روکیں ہیں جو راستے میں آتی ہیں۔ اگر انسان ان باتوں پر غور نہ کرے تو کامیابی مشکل ہے مثلاً ایک شخص جو ایک کام کرنا چاہتا ہے اسکو معلوم نہیں کہ اسکے راستے میں کیا روکیں ہیں جو آتی ہیں۔ وہ قربانیاں جو راستے میں ضروری ہیں۔ اور وہ تکالیف جن کے ذریعے سے فائز المرام ہو سکتا ہے۔ اسکو معلوم نہوں تو اس کا جوش اسکی سعی بیفائدہ ہوگی۔ لیکن اگر اس کام کی بہتری اور بھلائی کے لئے سوچ لیا ہوگا۔ اگر اسکو یہ معلوم ہو کہ اس کام کے کرنے سے مجھ کو بڑا فائدہ ہوگا تو کامیاب ہوگا۔

موجودہ جنگ قومی جنگ ہے مثلاً یہی جنگ ہے تمام دنیا کی قومیں اس میں شریک ہیں اس سے پہلے بھی لڑائیاں ہوتی رہی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایک اجتماع ہوا تھا اور بھی بہت سے فاتح ہوئے ہیں جنہوں نے دنیا فتح کرنیکے لئے فوجیں جمع کی ہیں ایک حد تک وہ بھی کامیاب ہوئے ہیں۔ مشرقی فاتحین میں سے تیمور ہے اور یورپ کے بادشاہوں میں سے نپولین ہے اس سے پہلے سکندر تھا۔ مگر جو عالمگیر جنگ آج ہے پہلے نہ تھی۔ جو خونریزی آج ہے پہلے نہ تھی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ لوگ عام طور پر یہ جانتے تھے کہ یہ جنگ بادشاہ کی جنگ ہے۔ ہر ایک سپاہی یہ خیال کرتا تھا میں نوکر ہوں۔ میرا کام لڑنا ہے مجھکو کسی کے جیتنے یا شکست کھانے سے کیا۔ لڑائی میں تو یہ خاصہ ہے کہ اسکو دیکھکر جوش آجاتا ہے۔ چلتے چلتے آدمی جنگ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ میں نے بعض آدمیوں سے دریافت کیا جو اس جنگ میں گئے کہ کوئی جوش آجاتا ہے آتا ہے تو کہاں سے بعض نے تو کہا کہ جوش آتا ہے مگر یہ نہیں پتا کہ کہاں سے آتا ہے۔ ایک نے کہا کہ جب سامنے قتل ہوتا دیکھتے ہیں تو دماغ پر ایک اثر پیدا ہوتا ہے اور جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ جوش ایسا ہوتا ہے کہ اگر ہتھیار نہ ہو تو انسان دانتوں سے کاٹنے لگ جاتے ہیں۔ یہ جوش ایک عارضی ہوتا ہے۔ وہ جنگیں حقیقی جنگیں نہیں بلکہ بادشاہوں اور راجاؤں کی جنگیں تھیں۔ انکا جوش ان کے ملازموں تک ہی محدود رہتا تھا۔

لیکن آج تعلیم کی ترقی ہے جسکی وجہ سے ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ سلطنت میں میرا حصہ ہے اس لئے اس کو بھی جوش آتا ہے کہ میرا ملک جاتا ہے۔ ہر شخص جو گھر سے نکلتا ہے وہ جانتا ہے کہ میرے ملک کی آزادی جاتی ہے وہ کسی حکومت کے لئے نہیں لڑتا۔ کسی افسر کے لئے نہیں لڑتا کسی وزیر۔ کسی بادشاہ کے لئے نہیں لڑتا بلکہ آج ۹۹ فیصدی وہ آدمی ہیں جو یہ سمجھکر میدان میں جاتے ہیں کہ خود ہماری سلطنت ہماری بادشاہت خطرے میں ہے تو جب وہ یہ جان لیتا ہے کہ یہ جو جنگ ہو رہی ہے ایسی جنگ ہو رہی ہے اور جو بربادی ہو رہی ہے ہماری بربادی ہے۔ ہماری اولادیں تباہ ہو جاوینگی۔ ہمارے ملک سے

امن اُٹھ جاویگا۔ اور اگر امن ہوگیا تو ہمارا امن ہے۔ ہمارا فائدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوش بڑھتا ہے۔ پہلے جس قدر شکستیں ہوتی تھیں اسی قدر جوش کم ہوتا تھا۔ مگر آج جس قدر شکستیں ہوتی ہیں اسی قدر جوش زیادہ ہوتا ہے اسکی یہی وجہ ہے وہ اس شکست کو اپنی شکست خیال کرتے ہیں۔ آج ایسے ایسے لوگ ہیں جن کے گھروں میں لاکھوں کی جائدادیں ہیں۔ نوابوں رئیسوں کے لڑکے ہیں مگر تیس تیس چالیس چالیس روپیہ ماہوار تنخواہ لیتے ہیں۔ جن کے گھروں میں خود خدمت کی جاتی ہے۔ وہ میدان میں جاکر دوسروں کی خدمت کرتے ہیں جن کے گھروں میں سب سامان ہیں۔ وہ زمین پر جاکر سوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہم اپنے ملک کے لئے لڑتے ہیں۔ تو غرض اور غایت کے معلوم ہو جانے کے بعد جو جوش پیدا ہوتا ہے وہ پورا جوش ہوتا ہے اور جو سعی کی جاتی ہے وہ کامیاب ہوتی ہے +

کامیابی کا دوسرا ذریعہ ذرائع حصول اور مشکلات کا علم

اسی طرح اگر ذرائع معلوم نہ ہوں تو بھی جوش پیدا نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص کو معلوم ہے کہ اس قدر محنت کے ساتھ آدمی عالم ہو سکتا ہے مگر اس کو وہ ذرائع جن کے ذریعے سے عالم ہوتا ہے معلوم نہ ہوں تو بھی وہ سچا جوش پیدا نہیں کر سکتا +

اس جماعت میں داخل ہونیوالوں کے فرائض

اگر انسانکو علم ہو کہ جو وہ کام کرنے لگا ہے اسکے راستے میں کیا مشکلات ہیں۔ تو وہ انکا تدارک کر سکتا ہے۔ ہمارے اس وقت میں اس جماعت میں داخل ہونیوالے لوگ جو ہیں انکے لئے سب سے بڑی دو باتیں ضروری ہیں۔ داخل ہونے کی غرض و غایت کیا ہے۔ داخل ہونیکا فائدہ کیا۔ اور نہ داخل ہونیکا نقصان کیا ہے۔ اور ذمہ واریاں کیا ہیں؟

اگر نام کے داخل ہو جانے سے کام پورا ہو جاتا تو نبیوں کے آنے کی ضرورت نہ تھی +

آدم کے بعد نبی اس لئے نہیں آئے کہ لوگوں نے آدم کا متبع کہلانا چھوڑ دیا۔ اور نوح کے بعد نبی اس لئے نہیں آئے کہ امت نوح نے امت کہلانا چھوڑ دیا۔ پس صرف نام سے نجات نہیں ہو سکتی اگر صرف نام سے نجات ہو سکتی۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نجات ہو سکتی +

لیکن نہ قرآن کریم اس بات کی تصدیق کرتا ہے اور نہ احادیث تصدیق کرتے ہیں۔ کہ صرف امت محمدیہ کہلا لینا نجات دے سکتا ہے جب افضل الانبیاء نبیوں کا بادشاہ اور شہنشاہ کے نام سے منسوب ہونے سے نجات کا مستحق نہیں ہو سکتا تو نبی کریم کے کسی خادم کی جماعت میں داخل ہو جانا کس طرح نجات دے سکتا ہے +

اور محض کسی جماعت میں داخل ہو جانے سے مقصد نہیں حاصل ہو جایا کرتا۔ بلکہ مقصد حاصل کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے +

پھر اس جماعت میں داخل ہو کر اسکے حاصل کرنے کے لئے کیا کوششیں کیں +

ہر احمدی کا فرض اشاعت سلسلہ

جب کوئی شخص کسی دینی سلسلہ میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کا فرض منصبی ہو جاتا ہے کہ اس کی صداقت اور ہستی کو جو خدا نے اُسکو انعام کے طور پر عطا فرمائی ہے دنیا میں پھیلائے +

پہلی غرض تو اتحاد باللہ ہے۔ سب مذاہب اسی میں آجاتے ہیں + رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک وفد آیا اس نے کہا یا رسول اللہ ہم کو ایک ایسی بات بتا دو جس میں ہم کو زیادہ پوچھنے کی ضرورت نہ رہے آپ نے فرمایا کہ خدا کو ایک جانکر ایمان لاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خدا کے ایک ہونے کو جانتے ہو۔ خدا کو ایک جانو۔ اور محمد کو رسول اللہ مانو آج لوگ کہتے ہیں مرزا صاحب کی نبوت اور رسالت ایک زائد چیز ہے۔ ہم کہتے ہیں جہاں ایک خدا میں رسول اللہ کی نبوت آجاتی ہے اسی طرح محمد رسول اللہ کی نبوت میں مرزا صاحب کی نبوت و رسالت آجاتی ہے +

اسلام کا خلاصہ تعلق باللہ ہی

تو اسلام کا خلاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایسا تعلق ہو کہ اسکی

جزبن جاویں۔ تو مذہب کی ایک غرض ہے اتحاد باللہ اگر اپنے نفس کی طہارت ہو تو بھی یہی مقصود ہو۔ اگر شفقت علی الخلق اللہ ہو تو بھی یہی مدنظر ہے ؛

اتحاد باللہ کیلئے طہارت نفس اور شفقت علی خلق اللہ ضروری ہے

پھر اس کے لئے جو مشکلات ہوں وہ بھی ہم کو معلوم کرنی چاہئیں ہیں نے بتایا ہے کہ اتحاد باللہ کے لئے دو چیزیں حاصل کرنی ضروری ہیں۔ ایک شفقت علی خلق اللہ۔ دوسرا طہارت نفس۔ یہ دونوں ہی ضروری ہیں۔ اگر ان دونوں میں سے ایک بھی ناقص ہے تو اتحاد باللہ کامل نہیں ہے ان دونوں میں ہی تمام دنیا کے کام آجاتے ہیں ؛

تو گویا مذہب کی غرض کو پورا کرنے کے لئے جس سعی کی ضرورت ہے وہ اسوقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک طہارت نفس اور شفقت علی خلق اللہ نہ ہو پس اس کے لئے بڑی سعی کی ضرورت ہے مثلاً ایک شخص نے ایک پیسہ اُٹھانا ہے اگر اس میں کوئی روک ہو تو اسے وہ کہیگا جانے دو۔ اور اسی طرح اگر ایک بچہ کی جان جاتی ہو تو پھر پرواہ نہیں کریگا ؛

مقاصد کے لحاظ سے مساعی کی ضرورت ہے

جتنا بڑا مقصد ہوگا اتنی ہی بڑی سعی ہوگی یہ نہ ہوگا کہ دس فٹ کے منارے پر چڑھنے کے لئے پانچسو سیڑھی چڑھنی پڑے اور پانچسو فٹ کے منارے کیلئے دس سیڑھیاں چڑھنی پڑیں۔ جتنا بڑا مقصد ہوگا۔ اسی قدر محنت ہوگی خدا پر ایمان لانے کے لئے مُنہہ سے ایمان لانا کچھ نہیں۔ منہہ سے ایمان لانا تو عیسائی بھی کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے میں نے عیسائیوں کی کتابوں میں پڑھا ہے وہ کہتے ہیں مسلمان مشرک ہیں۔ بس مُنہہ سے کہنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر کوئی چیز اسکے رستے میں حائل ہو تو وہ حقیقت میں ایک خدا کا ماننے والا نہیں بلکہ مشرک ہے۔ اتحاد باللہ تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ کوئی چیز عزیز رشتہ دار۔ مال۔ اولاد۔ عزت وجاہت غرض کوئی بھی ہو خدا کے رستے میں حائل نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اس بات کی طرف اس آیت میں توجہ دلائی ہے۔ فرمایا :-

واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ جانلو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے ہیں ؛

فتنہ کے معنے

لوگوں نے اس کے معنے فتنہ بھی کئے ہیں مگر خدا فرماتا ہے کہ یہ ذریعہ بنائے ہیں۔ تمہارے کھوٹے کھرے کے پرکھنے کیلئے۔ ایک شخص کے پاس مال ہے۔ اور اُسکو کہا جاتا ہے۔ دین کیلئے خرچ کرو۔ تب اسکا پتہ چل جائیگا۔ اسیطرح اولاد ہے جب دین کیلئے خرچ کرتا ہے۔ تب اسکے اندر کتنے بھی کھوٹ ہوں وہ دُھل جاویں گے۔ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ کے حضور بڑے اجر ہیں۔ ایک شخص جو راہ چلتے ہوئے لوگوں کو روپیہ دیتا ہے وہ اپنے دوستوں کو کسقدر دیگا۔ اسی طرح واللہ عندہٗ اجر عظیم میں فرمایا کہ یہ اموال اور اولاد جو اللہ کی راہ میں تمہارے لئے روک نہیں یہ بھی اسی کے دئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ اللہ تو اسکے سوا بہت کچھ دیگا کیونکہ یہ تمکو بغیر محنت کے ملا ہے تم اس سے اندازہ کر سکتے ہو۔ جب تمکو یہ بغیر محنت کے ملا ہے تو پھر تم کو کسقدر اور نعمتیں دیجاوینگی۔ جیسے ایک دوکاندار نمونہ دیتا ہے۔ وہ نمونہ بطور تحریص کے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ یہ مال اور اولاد جو کہ تمہارے پاس ہے، نمونہ کے طور پر آئے ہیں۔ یہ دلیل ہے اسبات کی کہ اس کے پاس کسقدر نعمتیں ہونگی۔ مگر تعجب ہے ہمارے مفسرین کو دھوکا لگا ہے۔ وہ چیزیں جو کہ نمونہ کے طور پر تحریص کیلئے آئی تھیں۔ وہی انکی غفلت کا باعث ہو گئیں ؛

صحابہ کی جماعت نیکیوں کے لئے حریص تھی۔

رسول کریم کی جماعت کو دیکھو اللہ تعالےٰ نے آپکو وہ قوت قدسی عطا فرمائی تھی کہ بڑے اور چھوٹے نے اس سے یکسان فائدے اٹھائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غربا کی ایک جماعت گئی کہ یا رسول اللہ سب ثواب امیر آدمی لیگئے۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ بھی پڑھتے ہیں۔ ہم روزے رکھتے ہیں۔ وہ بھی رکھتے ہیں۔ ہم حج کرتے ہیں۔ وہ بھی کرتے ہیں۔ اس کے سوا وہ صدقہ خیرات اور زکوٰۃ وغیرہ دیتے ہیں جو ہم نہیں دیسکتے۔ آپنے فرمایا میں تمکو ایک ایسی چیز بتا دیتا ہوں جس سے تم برابر ہو جاؤ۔ فرمایا ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ

اللہ اکبر پڑھ لیا کرو +

وہ پھر ایک دن آئے کہ یا رسول اللہ ہمارے امیر بھائیوں کو پتہ لگ گیا ہے۔ وہ بھی یہ کرنے لگ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ درحقیقت وہ اپنے اخلاص میں ایسے کامل تھے جیسے غرباء۔ باقی کسی نبی کی امت میں بڑے لوگوں نے ساتھ نہیں دیا +

مسیح اور امراء حضرت مسیح کو تو معلوم ہوتا ہے کہ انسے بہت ہی صدمہ پہنچا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی بادشاہت میں مالدار نہیں شامل ہو سکتے۔ چنانچہ ایک امیر شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا جا اور اپنا سارا مال تقسیم کرکے آ +

امراء جماعت احمدیہ توجہ کریں افسوس ہے کہ ہماری جماعت میں بھی یہی بات ہے جسقدر جوش غرباء میں ہے اس قدر امراء میں نہیں۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف کا واقعہ لکھا ہے کہ آپ کروڑپتی تھے۔ ایک صحابی نے دریافت کیا کہ اب تو تم بڑے امیر بن گئے ہو انہوں نے فرمایا کہ اتنے کروڑ میرے پاس روپیہ ہے اور اتنی میری آمدنی ہے مگر میں اپنے نفس پر صرف اتنے درہم خرچ کرتا ہوں۔ یہ اسوقت کے امراء تھے جو کہ آجکل کے نوابوں اور راجاؤں کے برابر آمدنی رکھتے تھے +

ہماری جماعت میں تو کوئی ایسا امیر ہی نہیں اگر ہے تو ایسا ہو سکتا ہے جنکی جائداد پر وغیرہ مل ملا کر چار پانچ لاکھ کی ہوں۔ مگر اس طرح کے لوگ لکھ پتی نہیں کہلا سکتے۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ میں شاعر ہوں اس لئے نہیں کہ میں شعر کہتا ہوں۔ بلکہ اس لئے کہ بڑے بڑے شاعر مر گئے ہیں شاعر ہو گیا۔ تو اس طرح انکی امارت ہماری جماعت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ وہ غرباء میں پھنکر امیر ہو گئے ورنہ امراء کی جماعت میں وہ غریب ہیں۔ ایک کانسٹیبل تھانیدار ہی مجلس میں تو کانسٹیبل کہلائیگا مگر زمینداروں میں جاکر جمعدار صاحب ہو گا +

اس طرح سے ہماری جماعت کے امراء جو کہ دراصل امراء نہیں ہیں بلکہ کسی نے تجارت کی وجہ سے کوئی خاص رقم کمائی۔ تو اتنے میں ہی مست ہو گئے +

امراء کیلئے مقام خوف حضرت صاحب نے ایسے امراء کے لئے ایک بددعا بھی کی ہے ؎

اے خدا ہرگز مکن شاد آن دل تاریک را
آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

یہ ایک بددعا ہے۔ اور نبی کبھی بددعا نہیں کرتا جبتک خدا کی طرف سے اذن نہ ہو۔ یہ میرا عقیدہ ہے۔ نبی خدا کے اذن کے بغیر بددعا نہیں کر سکتا اسکے بغیر وہ بددعا کرے تو وہ روکا جاتا ہے۔ کیونکہ بددعا وہی کر سکتا ہے جو مظلوم ہو اگر مظلوم ہونے کے بغیر بددعا کرے تو وہ روکا جاتا ہے اور عجیب خطرے کی بات یہ ہے کہ پنجاب وہ ملک ہے جس نے سب سے پہلے مسیح موعود کے ماننے میں زیادہ قدم بڑھایا۔ اور پنجاب وہ ملک ہے جہاں مسیح موعود آیا۔ مگر ہندوستان کے امراء پنجاب کے امراء سے اخلاص میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اور نہ وہ سست ہیں۔ ہندوستان کے امراء کے پاس مال زیادہ اور اخلاص بھی زیادہ ہے۔ مگر یہ پنجاب کے جانتے ہیں کہ ہم کو جو کسی قدر عزت حاصل ہے تو یہ تھوڑا ہے کہ ہم جماعت میں داخل ہیں + یہ ایک غلطی ہے۔ خدا کسی کا احسان نہیں رکھتا جو خدا کے سامنے گرتا ہے وہی اٹھایا جاتا ہے۔ اور جو خدا کے سامنے ذلیل ہوتا ہے۔ اسکو عزت دیجاتی ہے اور جو خدا کے سامنے تکبر کرتا ہے۔ وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے تکبر کرتا ہے تو خدا کا غضب اسکی تباہی کا باعث ہو جاتا ہے۔ جہاں میں اپنی جماعت کے تمام لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تکبر کو چھوڑ دیں۔ اسلام میں بادشاہ آکر مسجدوں میں نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ خدا کے دروازے پر تکبر کیا ہے۔ غریب زیادہ معزز ہے کیونکہ اسپر زیادہ ذمہ داری نہیں + میں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کسی وجہ سے بھی کسی کو عزت حاصل ہو تو وہ اسکو تکبر کا باعث نہ بنائے +

جس طرح غرباء کا فرض ہے کہ وہ تبلیغ کریں اسی طرح امراء کا بھی فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ کے رستے میں بڑے چھوٹے کی پروا نہیں کی جاتی +

اللہ ہم سب پر رحم فرمائے۔ آمین +